امام یحییٰ بن آدم قرشیؒ اور ان کی کتاب الخراج (قسط نمبر ۲)

از جناب قاضی اطہر مبارکپوری

صرف کتاب الخراج ہم تک پہنچ سکی ہے اور اس کا تذکرہ اور اس سے اخذ و اقتباس، کتابوں میں ملتا ہے اس کتاب کو ہر زمانہ میں علماء و محدثین کے نزدیک بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور اسی کے ذریعہ مصنفین نے اپنی کتابوں میں یحییٰ بن آدم سے خوشہ چینی کی ہے ابوالحسن دعیل بن علی بن منصور بغدادی (ولادت ۴۹۵ھ، وفات ۵۹۹ھ) ابن کارہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔ فقہائے حنابلہ میں زبردست فقیہ و عالم اور صالح بزرگ تھے وہ اپنے زمانہ میں کتاب الخراج کے راوی تھے اور علماء ان سے اس کی روایت کرتے تھے۔

قال الشیخ موفق الدین المقدسی:	شیخ موفق الدین مقدسی کا بیان ہے کہ ابن
کان فقیھًا من فقھاء اصحابنا،	کارہ فقہائے حنابلہ میں سے تھے اور جمعہ کے
وکان یحضر فی حلقۃ الفقھاء	دن جامع منصور میں فقہاء کے حلقہ درس
فی جامع المنصور یوم الجمعۃ	میں حاضر ہوتے تھے وہ بہت نیک اور بزرگ
وکان شیخاً صالحاً، اتی بکتاب	تھے۔ ان کے ذریعہ اہل علم تک یحییٰ بن آدم
الخراج لیحییٰ بن آدم۔ [1]	کی کتاب الخراج پہنچی ہے۔

امام ذہبیؒ نے بھی اس کی روایت کی تھی اور ان کے پاس یہ کتاب تھی ان کے تذکرہ کے آخر میں لکھتے ہیں:

وقع لنا من عوالیہ کتاب الخراج	ان کی اسناد عالیہ سے کتاب الخراج
لہ۔ [2]	ہم تک پہنچی ہے۔

حافظ ابن حجر نے بھی کتاب الخراج کی روایت کی ہے اور اپنی تصانیف میں اس سے استفادہ کیا ہے خاص طور سے فتح الباری میں بہت زیادہ اس کی روایات موجود ہیں، ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

---

[1] ذیل طبقات الحنابلہ، ابن رجب ج ۱ ص ۴۲۹ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۲۸

صحیح بخاری میں "باب العرض فی الزکاۃ" میں یہ تعلیق ہے:

وقال طاؤس: قال معاذ رضی اللہ عنہ لاھل الیمن: ائتونی بعرض ثیاب خمیص اولبیس فی الصدقۃ۔ مکان الشعیر والذرۃ، اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ۔	طاؤس کا بیان ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا کہ تم لوگ میرے پاس زکوٰۃ میں جو اور مکئی کی جگہ پانچ گز کا تھان یا سلا ہوا کپڑا لاؤ۔ یہ صورت تمہارے لیے آسان اور مدینہ میں صحابہ کے لیے بہتر ہے۔

اس پر ابن حجر نے لکھا ہے وقد رُوینا اثر طاؤس المذکور فی کتاب الخراج لیحیٰی بن آدم من روایۃ ابن عیینہ عن ابراھیم بن میسرہ، وعمرو بن دینار، فرّقھما کلاھما عن طاؤس۔[1]

کتاب الخراج میں ابن عیینہ اور عمرو بن دینار دونوں کی روایت موجود ہے اور دونوں میں معمولی سا فرق ہے جس کی طرف ابن حجر نے اشارہ کیا ہے۔

(۱) حدثنا سفیان بن عیینہ، عن عمرو بن دینار، عن طاؤس قال قال معاذ بالیمن ائتونی بعرض ثیاب آخذہ منکم مکان الذرۃ والشعیر فانہ اھون علیکم وخیر للمھاجرین بالمدینۃ۔ (۲) حدثنا سفیان بن عیینۃ عن ابراھیم بن میسرۃ عن طاؤس قال: قال معاذ بالیمن ائتونی بخمیص اولبیس آخذہ منکم مکان الصدقۃ فانہ اھون علیکم وخیر للمھاجرین بالمدینۃ۔[2]

امام بخاری نے "باب من احیا ارضاً مواتاً" میں تعلیقاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول درج کیا ہے:

---

[1] فتح الباری ج ۳ ص۳۱۲۔ [2] کتاب الخراج ص۱۵۱

وقال عمر: من أحياء أرضاً ميتةً فهي له۔ — جو شخص بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے وہ اسی کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس اثر کو کتاب الخراج کے حوالہ سے یوں موصول کیا ہے:

وروینا فی الخراج لیحیی بن آدم سبب ذلک، فقال حدثنا سفیان، عن الزهری، عن سالم عن ابیه قال: كان الناس يتحجرون ـ يعني الارض ـ على عهد عمر، فقال: من احياء ارضاً فهي له، قال يحيي: كأنه لم يجعلها له بمجرد التحجير حتى يحييها۔[1]

کتاب الخراج میں یہ روایت باب التحجیر میں موجود ہے البتہ اس میں عن سالم بن عبد اللہ عن ابیه ہے اور یعنی الارض نہیں ہے[2]

اسی باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من اعمر ارضاً ليست لاحد فهو احق۔ — نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی زمین آباد کرے اور قابل کاشت بنائے جو کسی اور کی ملکیت نہیں ہے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اس باب میں ابوداؤد طیالسی، ابوداؤد سجستانی بیہقی طبرانی اور یحیی بن آدم نے کتاب میں روایت کی ہے[3] یہ حدیث کتاب الخراج میں "باب من احیا ارضاً میتۃ"، میں یوں ہے: يحيیٰ بن آدم قال: حدثنا عبد السلام بن حرب عن اسحاق بن عبد الله بن ابی فروة، عن عبد العزيز بن ابی سلمة، عن ابی اسيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من

---

[1] فتح الباری ج ۵ ص ۱۸ [2] کتاب الخراج ص ۹۰

[3] فتح الباری ج ۵ ص ۱۹۔

احیاء ارضا میتۃ فھی لہ ولیس لعرق ظالم حق[1]

اسی ضمن میں یحییٰ بن آدم نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک قطعۂ زمین کو کاشت کے بعد چھوڑ دیا اور دوسرے شخص نے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں دونوں نے اس زمین پر اپنا اپنا دعویٰ کیا اور معاملہ خلیفہ عبدالملک کے پاس لے گئے۔ اس نے دونوں کی باتیں سُن کر کہا کہ میں اس زمین کا حقدار امیرالمومنین سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ عروہ بن زبیر وہاں موجود تھے۔ عبدالملک نے ان سے کہا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عروہ نے کہا کہ ان تینوں دعویداروں میں امیرالمومنین سب سے دور ہیں۔ عبدالملک نے وجہ معلوم کی تو عروہ نے کہا:

لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: العباد عباد اللہ، والبلاد بلاد اللہ ومن احیاء ارضا میتۃ فھی لہ۔

اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سارے بندے اللہ کے بندے ہیں اور ساری بستیاں اللہ کی بستیاں ہیں۔ اور جو شخص بنجر زمین کو قابلِ استعمال بنالے وہ اسی کی ہے۔

اس پر عبدالملک نے کہا اس شخص کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی گواہی دیتا ہے جس کو آپ سے سنا نہیں ہے، عروہ نے اس کا جواب دیا۔

أفأکفر او أکذب مما لم اسمع منہ اسمعتہ یقول الظھر اربع والعصر کذا والمغرب کذا، ان الذین جاؤ انا بھذا ھم جاؤنا بھذا[2]

جو بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہے کیا اس کے بیان کرنے پر میری تکفیر و تکذیب کی جائے گی؟ کیا تم نے آپ سے سنا ہے کہ ظہر چار رکعت اور عصر اتنی اور مغرب اتنی رکعت ہے جن حضرات نے

---

[1] کتاب الخراج ص۸۵ [2] کتاب الخراج ص۹۱

ہم کو یہ بات بتائی ہے۔ ان ہی حضرات نے یہ بات بھی ہم کو بتائی ہے۔

اس واقعہ کو ابوداؤد نے اپنی سند سے موصول کر کے یوں بیان کیا ہے حدثنا احمد بن عبدۃ الآملی ثنا عبد اللہ بن عثمان ثنا عبد اللہ بن المبارک، نا نافع بن عمر، عن ابن ابی ملیکۃ، عن عروۃ، قال: اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی ان الارض ارض اللہ والعباد عباد اللہ ومن احیا مواتاً فھو احق بھا، جاءنا بھذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین جاؤا بالصلوات عنہ [ل]

یحییٰ بن آدم نے کتاب الخراج میں ایک حدیث اپنی سند سے بیان کی ہے۔ حدثنا سفیان بن سعید، عن اسمٰعیل بن امیۃ، عن محمد بن یحییٰ بن حیان، عن یحییٰ بن عمارۃ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا صدقۃ فی حبّ ولا تمر دون خمسۃ اوسق [ل۲] یہ حدیث ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے المحلّٰی اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے اس کے الفاظ کچھ بدلے ہوئے ہیں: لیس فیما دون خمسۃ اوساق تمر، ولا حبّ صدقۃ، اور لکھا ہے کہ وکیع کی روایت میں "من تمر" ہے یعنی لفظ من کا اضافہ ہے [ل۳]

ابوالحسن بلاذری متوفی ۲۷۹ھ نے فتوح البلدان میں بہت سے مواقع پر یحییٰ بن آدم کی روایات ان کے شاگردوں کے واسطہ سے نقل کی ہیں جن سے اکثر و بیشتر کتاب الخراج میں موجود ہیں خاص طور سے خیبر، فدک، طائف، نجران، یمن، ہجر، بحرین، بصریٰ، مصر انبار، بصرہ، عراق، حیرہ کے واقعات و فتوحات اور قطائع، اموال بنی نضیر، اموال بنی قریظہ اور ردّت کے بارے میں پچاسوں روایات یحییٰ بن آدم کی ہیں جن میں سے اکثر

[ل] سنن ابی داؤد، باب احیاء الموات ج ۲ ص ۸۱ [ل۲] کتاب الخراج ص ۱۳۵

[ل۳] المحلّٰی ج ۵ ص ۲۱۹

حسین بن اسود عجلی اور بعض عبداللہ بن صالح عجلی، حمید بن ربیع اور عبدالحمید بن واسع فتلی کی روایت سے ہیں۔

بعل، عثری اور عذی کی تحقیق یحییٰ بن آدم علمی تحقیقات میں بڑے احتیاط و حزم سے کام لیتے تھے اس لیے بڑے بڑے ائمہ حدیث نے ان کی تحقیقات کو اپنی کتابوں میں درج کیا خاص طور سے زمین کی سینچائی اور عشر کے بارے میں ان کی ایک تحقیق پر بہت سے حضرات نے اعتماد کر کے اس کو نقل کیا ہے ہم اس کو تفصیل سے پیش کرتے ہیں۔ کتاب الخراج میں ہے:

قال یحییٰ: وسألت ابا ایاس، فقال: البعل، والعثریٰ والعذی ھو الذی یسقی بماء السماء، قال یحییٰ: واذا کانت الارض یسقی بعضھا فتحاً ویسقی بعضھا بالغرب فیخرج فیھا کلّھا خمسۃ اوساق فانہ یزکّی بالحصّۃ ما یسقی فتحاً فالعشر وما یسقی بالغرب فنصف العشر والعثریٰ ما یزرع بالسحاب والمطر خاصۃ لیس یسقی الّا بما یصیبہ من المطر فذلک العثریٰ والبعل ما کان من الکروم قد ذھبت عروقہ فی الارض الی الماء فلا یحتاج الی السقی الخمس سنین والسّت یتحمل

میں نے ابو ایاس سے سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ بعل، عثریٰ، اور عذی وہ زراعت ہے جس کی سینچائی بارش سے ہو اور جب مزروعہ زمین کا کچھ حصہ نالی سے اور کچھ حصہ ڈول سے سینچا جائے اور اس سے کل پانچ وسق پیداوار ہو تو جو حصہ نالی سے سینچا جائے اس میں عشر ہے اور جو حصہ ڈول سے سینچا جائے اس میں نصف عشر ہے اور عثر وہ زراعت ہے جو خاص طور سے بارش کے پانی سے کی جائے اور کسی دوسرے پانی سے نہ کی جائے اس کو عثریٰ کہتے ہیں اور بعل انگور وہ بیل ہے جس کی جڑیں زمین میں پانی تک پہنچ جائیں جس کی وجہ سے پانچ چھ سال تک سینچائی کی ضرورت نہ پڑے

---

[1] کتاب الخراج ص۱۲۸ و ص۱۲۹

ان یترک السقی فھذا البعل والسیل ماء الوادی اذا سال فاما الغیل فھو دون السیل الکبیر اذا سال القلیل بالماء الصافی فھو الغیل والعذی ماء المطر۔ ۱؎

بلکہ یوں ہی چھوڑ دی جائے اس کو بعل کہتے ہیں اور سیل (سیلاب) وادی کا پانی ہے جب بہتا ہو اور غیل بڑے سیل سے کم ہے جب کہ اس کا صاف ستھرا پانی تھوڑا تھوڑا بہتا ہو اور عذی بارش کا پانی ہے۔

علماء کے نزدیک یحیٰی بن آدم کی یہ تحقیق بڑی اہمیت رکھتی ہے حتٰی کہ جلیل القدر مصنفین نے اس کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے چونکہ الفاظ میں کہیں کہیں معمولی سا فرق ہے جو غالباً کتاب الخراج کے نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے اس لیے ہم ان کو یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے یحیٰی بن آدم کے معاصرین میں امام ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ نے اپنی سنن میں یوں نقل کیا ہے: قال یحییٰ بن آدم: البعل، والعثری، والعذی، ھو الذی یسقی بماء السماء والعثری ما یزرع بالسحاب والمطر خاصۃ لیس یصیبہ الا ماء المطر والبعل ما کان من الکروم قد ذھبت عروقہ فی الارض الی الماء فلا یحتاج الی السقی الخمس سنین والست یحتمل ترک السقی فھذا البعل والسیل ماء الوادی اذا سال والغیل دون السیل ۲؎

امام ابوداؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے لکھا ہے: حدثنا الھیثم بن خالد وابن الاسود، قالا: قال وکیع: البعل الکبوس الذی ینبت من ماء السماء قال ابن الاسود: وقال یحییٰ بن آدم: سالت ابا ایاس الاسدی عن

۱؎ سنن ابن ماجہ، باب صدقۃ الزروع والثمار ص ۱۳۱

البعل فقال: الذی یسقی بماء السماء۔[1]

امام نووی متوفی ۶۷۶ھ نے تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا ہے (عشر) دُرّوینا فی سنن ابن ماجہ عن یحیی بن آدم انہ قال: البعل والعثری مایزرع للسحاب وللمطر خاصۃ لیس یصیبہ الا ماء المطر، والبعل ماکان من الکروم قد ذھبت عروقہ فی الارض الی الماء فلا یحتاج الی السقی الخمس سنین والست۔[2] غالباً امام نووی کے سامنے کتاب الخراج نہیں تھی اس لیے سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

قری عربیہ | یحیی بن آدم کی ایک جغرافیائی تحقیق میں کلام کی گنجائش ہے یعنی انھوں نے قری عربیہ (عربی قریات ودیہات) کے نام سے ملک عرب میں ایک خالص بستی بتائی ہے اسی نام سے مشہور ہے کتاب الخراج میں کئی 'طرق' سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قری عربیۃ وأمرنی ان اٰخذ حظ الارض۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قری عربیہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ میں زمین کا حصہ (عشر) وصول کروں۔

اس کے بعد سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن میں "قری ظاھرۃ" سے مراد قری عربیہ ہیں اور قری عربیہ ایک خاص کا نام بتایا ہے۔

قال یحیی: واما قری عربیۃ فانہ یعنی ارضاً بعینھا، یقال لھا: قری عربیۃ۔[3]

قری عربیہ ایک جگہ کا نام ہے جو اسی سے مشہور ہے۔

⁂

---

[1] سنن ابی داؤد، باب صدقۃ الزرع ج ۲ ص ۲۳۲۔ [2] تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۔ [3] کتاب الخراج ص ۱۶۹ وص ۱۷۰

اس قول کی تصدیق سیر و مغازی اور رجال اور تواریخ کی کتابوں سے نہیں ہوتی ہے
البتہ قرآن حکیم کی سورۂ سبا میں جن قری ظاہرہ کا ذکر ہے ان کے بارے میں وہب
بن منبہؒ اور ابو مالک نے بتایا ہے کہ یہ صنعاء کے قریات اور بستیاں ہیں اور مجاہد،
حسن بصری، سعید بن جبیر، زید بن سلم، قتادہ، ضحاک بن مزاحم، سدّی، ابن زید وغیرہ
کے نزدیک یہ ملک شام کے قریات ہیں جو یمن سے شام آنے جانے والے قافلوں کی
شاہراہ پر واقع ہیں اور ابن عباس کا قول ہے کہ یہ مدینہ اور شام کے درمیان قری عربیہ
ہیں جن کو قافلہ والے جانتے پہچانتے ہیں۔[۵]

تلامذہ | یحییٰ بن آدم کی پانچ صامت اولاد یعنی کتابوں کا پتہ چل سکا ہے مگر کسی ناطق اولاد
کا تذکرہ نہ مل سکا البتہ ان کی علمی اولاد یعنی تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جس میں
وقت کے جلیل القدر ائمۂ اسلام شامل ہیں مثلاً احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ حسین بن
علی بن اسود، ابوبکر عبد اللہ بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد مسندی، عبد بن حمید، عثمان بن ابی
شیبہ، یحییٰ بن معین، محمد بن اسمٰعیل ابوبکر بن عُلَیّہ، ہارون بن عبد اللہ الحمّال، سفیان
بن وکیع بن جرّاح، احمد بن عمرو واقدی وکیعی، علی بن مدینی، حسین بن علی الخلّال، احمد بن ابی
رجاء ہروی، ابوکریب، عبدہ بن عبد اللہ الصفّار، عباس ابن حسین قنطری، محمد بن رافع،
محمود بن غیلان، حسن بن علی بن عفّان عامری، اسحاق ابن نصر، حسن حلوانی، عبید بن یعیش،
عبد الحمید بن واسع الحاجب، حمید بن ربیع ان کے علاوہ اور بہت سے حضرات ان کے
تلامذہ میں ہیں۔

وفات | یحییٰ بن آدم نے پوری زندگی مکروہاتِ دنیا سے دور رہ کر خالص علمی اور دینی
طریقہ پر بسر کی اور اسی حال میں نصف ربیع الاول ۲۰۳ھ میں مقام فم الصلح میں
انتقال کیا ابن سعد نے لکھا ہے:

---

[۵] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳۳

توفی بفم الصلح فی النصف من شہر ربیع الاول سنة ثلاث ومأتین فی خلافة المامون۔

یحیٰی بن آدم نصف ربیع الاول ۲۰۳ھ میں بعہد خلیفہ مامون مقام فم الصلح میں فوت ہوئے۔

ان کے تمام تذکرہ نگاروں نے یہی سنہ وفات لکھا ہے[1] ایک روایت کے مطابق ان کی نماز جنازہ مامون کے وزیر حسن بن سہل نے پڑھائی فم الصلح (بکسر الصاد) دجلہ اور واسط کے درمیان ایک شہر تھا۔

کتاب الخراج | قاضی ابویوسف کی کتاب الخراج کے بعد یحیٰی بن آدم کی کتاب الخراج اپنے خاص موضوع پر دوسری اہم کتاب ہے ان کی تصانیف میں اس کو قبول عام و تام حاصل ہوا علماء و محدثین نے اپنی تصانیف میں بطور سند و استشہاد کے اس سے اخذ و اقتباس کیا اس میں احادیث کے مقابلہ میں فقہائے صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے اقوال و آثار سند کے ساتھ زیادہ ہیں اور اس کا انداز فقیہانہ ہے اس کتاب کی سماعت و روایت ابوعبداللہ بسری بغدادی نے عبداللہ بن یحیٰی سکری سے کی، انھوں نے اسمٰعیل الصفّار سے انھوں نے حسن بن علی بن عفان عامری سے اور انھوں نے اس کے مصنف یحیٰی بن آدم بن سلیمان قرشی سے کی ہے۔

ابوعبداللہ حسین بن علی بن احمد بن محمد بسری بندار بغدادی متوفی ۴۹۷ھ کا تذکرہ مجھے نہ مل سکا۔ العبر اور الاکمال سے نام و نسب مل سکا ہے[2]

ابومحمد عبداللہ بن یحیٰی سکری بغدادی متوفی صفر ۴۱۷ھ صدوق و ثقہ محدث تھے[3]

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۰۲ تاریخ خلیفہ ج ۲ ص ۷۶۶۔ المعارف ص ۲۲۵۔ تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص ۲۶۲ فہرست ابن ندیم ص ۳۱۷۔ تذکرة الحفاظ ج ۱ ص ۳۲۸۔ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۷۶۔ [2] العبر ج ۳ ص ۳۴۴ و حاشیہ الاکمال ج ۱ ص ۴۸۶۔ [3] العبر ج ۳ ص ۱۲۵۔

ابوعلی اسمٰعیل بن صالح الصفار نحوی بغدادی صاحب المبرد متوفی محرم ۳۴۱ھ نہایت ثقہ اور بزرگ محدث تھے انھوں نے سکری کے علاوہ حسن بن عطیہ عبدی عباس دوری وغیرہ سے روایت کی اور ان سے دارقطنی، ابن رزقویہ نے روایت کی۔ طویل عمر پائی تھی۔ چوراسی رمضان کے روزے رکھے [۱]

ابومحمد حسن بن علی بن عفان عامری کوفی متوفی سنہ ۲۷۰ھ نے یحییٰ بن آدم کے علاوہ عبداللہ بن نمیر، ابو اسامہ وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابن ماجہ ابن ابی حاتم نے روایت کی صدوق وثقہ محدث تھے [۲]

کتاب کے چھوٹے چھوٹے چار اجزاء ہیں ہر جزء کی ابتداء میں اخبرنا الشیخ ابو عبد اللہ الحسین بن علی بن احمد بن البسری ہے۔ اس کے قائل بسری کے شاگردوں میں سے کوئی صاحب ہیں۔ عام طور سے احادیث و آثار اور آراء و اقوال کے نقلوں کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے اخبرنا اسمٰعیل، قال: حدثنا الحسن قال: حدثنا یحییٰ بن آدم ہے جس سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الخراج اسمٰعیل بن محمد الصفار کی تصنیف ہے۔ کتاب کے ہر جزء کی ابتداء میں پوری سند یوں درج ہے:

اخبرنا الشیخ ابو عبد اللہ الحسین بن علی بن احمد بن البسری احسن اللہ توفیقہ، قال: اخبرنا ابو محمد عبد اللہ بن یحیی بن عبد الجبار السکری فی المحرم سنۃ ست عشرۃ واربعمائۃ۔ قال: اخبرنا ابو علی اسمٰعیل بن محمد بن اسمٰعیل الصفار، قراءۃ علیہ، قال: حدثنا ابو محمد الحسن بن علی بن عفان الکوفی، قال: حدثنا یحیی بن آدم بن سلیمان القرشی، قال: الخ۔

[۱] العبر ج ۲ ص ۲۵۶۔ المنتظم ج ۶ ص ۳۶۹۔

[۲] العبر ج ۲ ص ۴۳۔ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۳۔

پوری کتاب میں ۴۰۲ — احادیث وآثار اور اقوال وواقعات ہیں۔ زیادہ حصہ حسن بن صالح اور شریک بن عبداللہ کے آراء اور ان سے سوال وجواب کا ہے، احادیث وآثار نسبتہً کم ہیں۔

الجزء الاول اور الجزء الثانی میں کوئی باب یا عنوان نہیں ہے ان میں غنیمت، فے، خراجی زمین، عشری زمین، سواد عراق سے صلح ومعاہدہ، ذمیوں کی زمین کی خرید وفروخت، متروکہ اور بنجر زمین کی اصلاح اور اموال بنی تغلب وغیرہ کا بیان ہے۔ الجزء الثالث سے باب اور عنوان کا التزام ہے اس کی ابتداء باب اما الجزیۃ والخراج سے ہے اس کے بعد باب القطائع باب غرس النخل والزرع باب من احیا ارضا میتۃ باب التحجیر باب من بنی او غرس فی ارض قوم بغیر اذنہم باب العیون والانہار وما ذکر فی بیع فضل الماء باب الزکوٰۃ فی الارض والزرع والثمار باب ما سقت السماء او سقی بغرب ہے اور الجزء الرابع میں باب قولہ: واتوا حقہ یوم حصادہ، باب الجذاذ والحصاد، باب فضل التجارۃ والزرع والنخل باب ما یکرہ ان یعطی فی الصدقۃ، باب الاوساق وما یجب فیہ الزکوٰۃ باب مبلغ کیل الوسق صاعًا ومقدارہ باب مقدار الصاع باب من قال: فیما اخرجت الارض قلیلٌ اوکثیرٌ الصدقۃ باب من قال: الصدقۃ فی الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب خاصۃً ولیس فی الخضر صدقۃ باب کے عنوانات ہیں۔

اس کتاب کو ایک مستشرق عالم جوینبل نے اپنی تصحیح وتعلیق سے ۱۸۹۶ء (۱۳۱۴ھ) میں لیڈن میں چھاپا تھا اور ۱۳۴۷ھ میں مصر کے مشہور عالم ومحقق ابو الاشبال احمد محمد شاکر نے اپنی تصحیح وتعلیق کے ساتھ مطبعہ سلفیہ قاہرہ میں چھاپا۔ احادیث وآثار پر نمبر لگایا رجال ورواۃ کے مختصر حالات لکھے، بعض مباحث پر دقت نظر سے روشنی ڈالی۔ ۱۶ صفحات میں مقدمہ ہے۔ ۲ سے ۱۶۳ صفحات میں اصل کتاب ہے اس کے بعد ۱۸ صفحوں تک فنی فہارس ہیں۔